سوال

(251)ترکہ سے فوت شدہ بہن یا اس کی اولاد کا حصہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

لاہور سے چوہدری محمد اقبال خریداری نمبر 3094 لکھتے ہیں کہ ہمارے والد محترم اکتوبر 1993ء میں وفات پاچکے تھے۔ اوران کے چار بچے یعنی دو بیٹے اور دو بیٹیاں بقید حیات ہیں۔ جبکہ ایک بیٹی ان کی وفات سے پہلے 1973ء میں فوت ہوچکی تھی۔ ان کی اولاد میں سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں شادی شدہ موجود ہیں۔ کیا مرحوم کے ترکہ سے فوت شدہ بہن یا اس کی موجود اولاد کو کچھ حصہ ملے گا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وراثت کا ایک ضابطہ ہے۔ کہ قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں دور والا رشتہ دار محروم ہوتا ہے۔ مثلاًبیٹے کی موجودگی میں پوتا یا پوتی کی موجودگی میں نواسہ یا نواسی محروم ہوگی۔ صورت مسئولہ میں مرحوم کے دوبیٹے اور دو بیٹیاں ہی وارث ہوں گی۔ ان کی موجودگی میں والد کی وفات سے پہلے فوت ہونے والی بیٹی یا اسکی موجودہ اولاد وارث نہیں ہوگی۔ ہاں مرحوم وصیت کے زریعےاپنے نواسے یا نواسیوں کو دے سکتا تھا۔ اور وہ بھی کل جائیداد سے 3/1 تک جائز ہے۔ اس کے علاوہ کسی صورت میں مرحوم کی جائیداد سے انھیں حصہ نہیں مل سکتا ۔ مرحوم کی اولاد اگر چاہے تو انہیں کچھ دے سکتی ہے یہ ان کی اپنی صوابدید پر موقوف ہے۔ واضح رہے کہ موجودہ پسماندگان اس طرح جائیداد تقسیم کریں۔ کہ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملے۔ سہولت کے پیش نظر جائیداد کے کل چھ حصے کرلیے جائیں۔ دو دو حصے فی لڑکا اور ایک ایک فی لڑکی تقسیم کردیا جائے۔ واضح رہے کہ امام بخاری رحمة اللہ علیہ نے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے۔ ''پوتے کو وراثت اس وقت ملتی ہے جب بیٹا موجود نہ ہو'' پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ پوتابیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتا۔ (صحیح البخاری: کتاب الفرائض)

اس طرح بیٹوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں کسی بھی بیٹی کی اولاد محروم ہوتی ہے۔ خواہ وہ بیٹی زندہ ہو یا مرحوم سے پہلے فوت ہوچکی ہو لہذا نواسیاں نواسےاپنے نانا کی جائیداد کے کسی صورت میں حقدار نہیں ہیں۔ (واللہ اعلم)28

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

جلد:1 صفحہ:283